فرمان رب العالمین جل جلالہ:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَالِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (الحج : ٣٦)

’’قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو' پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے خود بھی کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اس طرح ہم نے چوپاؤں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔‘‘

فرمان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم:

[من ذبح قبل الصلوة فانما يذبح لنفسه و من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسكه وأصاب سنة المسلمين](حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

’’جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے (کھانے پینے) کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس نے اپنے قربانی پورے طور پر ادا کر دی اور مسلمانوں کے طریقے پر عمل پیرا ہوا۔‘‘

جامعہ علوم اُثریہ جہلم کی ویب سائٹ کا ایڈریس:

www.jamia-asria.org

سید اکرام الحق جاوید

پیروں کا خمیازہ اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے (ہائیکورٹ)

لاہور ہائی کورٹ نے تھانہ رنگ پور سیالکوٹ کے ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران قرار دیا ہے کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ لوگ آج بھی دقیانوسی خیالات رکھتے ہیں جس سے کئی ایک معاشرتی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ دیہاتی خواتین ''پیروں'' پر پہلے اندھا اعتماد کرتی ہیں اور بعد میں اس کا خمیازہ ان کی اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے۔ سیالکوٹ کی شازیہ بی بی نے فاضل عدالت کو بتایا کہ اس کی 14 سالہ بیٹی سائرہ کسی پراسرار بیماری کا شکار ہوگئی۔ ڈاکٹر اُس کے مرض کی تشخیص نہ کر سکے۔ جس پر اس نے محبوب نامی ایک پیر سے رجوع کیا۔ پیر صاحب اس کے گھر آنا جانا شروع ہوگئے۔ ایک روز جب وہ گھر میں موجود نہ تھی تو تنہائی کا فائدہ اٹھا کر محبوب نے اس کی بیٹی سے بد اخلاقی کی۔ تھانہ رنگ پور کی پولیس محبوب کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی بجائے الٹا اس کو تحفظ دے رہی ہے۔

یہ ایک ایسی خبر ہے جو کبھی خیر کی نہیں ہوئی۔ گاہے گاہے یہ افسوسناک واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ منظر عام پر آجاتے ہیں کچھ ''تقدسِ مشائخ'' کے نظریے میں غرقِ خاک ہو جاتے ہیں۔ ہائیکورٹ نے جس طرح دیہاتی خواتین کا ذکر کیا ہے اس سے مراد قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ یہ وہی خواتین ہیں جو کچی سڑکوں والے گاؤں اور لالٹینوں والے گھروں میں رہتی ہوں بلکہ اس کا تعلق جہالت، پسماندگی اور دین سے دوری سے بنتا ہے۔ شہروں میں بسنے والی خواتین کی اکثریت بھی اسی قسم کے خیالات کی حامل ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ بیرون ملک جو پاکستانی خواتین جدید ترین معاشروں کا حصہ بن جاتی ہیں وہ بھی ایسے شیطانی پیروں کی دستبرد سے محفوظ نہیں ہیں۔ کمزور عقیدے اور ہندومت کے کلچر سے متاثر خواتین و مرد اکثر پیروں کی شہوانی خواہشات کا حصہ بنتی رہتی ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جو شرافت کے لبادے پر سیاہ دھبا ہیں۔ دستارِ احترام کو نذر آتش کرتے ہیں۔ عقیدت کے پھولوں کی پتیاں بکھیرتے ہیں۔ روحانیت و شفقت کے دامن کو تار تار کرتے اور معصوم عصمتوں کو اجاڑتے ہیں۔ یہ لوگ ایک خاص گروہ کا حصہ ہوتے ہیں جو اپنے مفاد کے حصول کیلئے کوئی روپ بھی دھار لیتے ہیں اور کوئی گناہ بھی دھڑلے سے کر لیتے ہیں جیسے شرپسندوں اور تخریب کاروں نے علماء کی صفوں میں پناہ لے رکھی